ادبیات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

ایک محفلِ علم وادب کا دلچسپ منظر
بسلسلہ : ساعتے با اہل حق

مکہ مدینہ پر تاریخی میوزیم :

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا : مکہ مکرمہ کے نوتعمیر شدہ علاقے عزیزیہ میں ایک صاحبِ ذوق نے ایک میوزیم (عجائب گھر) بنا رہا ہے اور اس کا نام رکھا ہے "مرکز السلام" اس نے آنحضرت ﷺ سے نسبت رکھنے والی اکثر اشیاء کو جمع کیا ہے۔ اتنی چیزیں میں نے کہیں نہیں دیکھیں۔ مثلاً نعلین مبارک، طست کیسے ہوتا، مشکیزہ، ذق، شن، قربہ میں کیا فرق ہوتا ہے، سب کو اکٹھا کیا ہے اور ساتھ ساتھ اشعار میں تعارف بھی لکھا ہے۔ صاع، رطل، مد، جتنے بھی اشیاء کا احادیث میں ذکر آیا ہے، نمونہ کے طور پر ساری چیزیں جمع کی ہیں، پھر ہر چیز کی تحقیق بھی کی ہے، مواضعِ مکہ ومدینہ کی تحقیق ہے کہ مدینہ منورہ اتنے سال پہلے کیسا تھا؟ مکہ مکرمہ کیسا تھا؟ اور ساتھ ساتھ ہر ایک پر قصیدہ بھی لکھا ہے۔ تقریباً ۷۰ جلدیں تیار کر چکے ہیں۔ کسی نے پوچھا: حضرت یہ کون ہیں؟

میوزیم کا معائنہ :

شیخ الاسلام صاحب نے فرمایا : یہ شیخ عبدالعزیز بن الباز کے شاگرد ہیں۔ علامہ زہرانی کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ بن الباز نے وصیت کی تھی کہ میرا تمام کتب خانہ زہرانی کو دے دیا جائے۔ میں نے اس کا تعارف بہت پہلے سنا تھا، مگر کوئی اتنی اہمیت نہ دی۔ اس مرتبہ جب حرمین شریفین گیا تو اس کے ایک صاحب آئے اور کہا کہ آپ ہمارا کتب خانہ دیکھیں۔ میں گیا تو ایمان تازہ ہوا۔ مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے ہیں کہ اب تک یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔

شیخ یٰسین الفادانی سے نسبت :

حضرت الاستاد مولانا عبدالقیوم حقانی نے شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے استفسار فرمایا کہ شیخ یٰسین الفادانی جو مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے نے آپ کو اجازت دی ہے؟ شیخ نے فرمایا: ہاں! ان کے پاس مسلسلات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ انہوں نے اجازت دی اور بہت ساری احادیث سنائیں۔ ایک مرتبہ جدہ میں

اجتماع تھا،شرکت کے لئے گیا تھا،ایک دن خالی ملا،تو میں نے کہا: یہ ایک دن حرم میں گزاروں، کسی دوست کو نہیں بتایا، اکیلے چلا گیا،شام کو واپس آنا تھا، میں وضو بنانے کے لئے سیڑھیوں پر اُتر رہا تھا کہ شیخ یٰسین الفادانی کے شاگرد ملے۔ مصافحہ ومعانقہ کیا۔اس نے کہا کہ شیخ نے آپ کو بلایا ہے، میں حیران ہوگیا کہ شیخ کو کیسے پتہ چلا، ہم نے شیخ کے شاگرد سے پوچھا کہ میں نے تو شیخ کو اطلاع نہیں کی۔ شیخ کو میری آمد کا کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ کس نے بتایا ہے، مجھے حکم دیا کہ جاؤ، تقی عثمانی یہاں آیا ہوا ہے،حرم میں ہوگا، اسے لے آؤ۔ جب میں گیا تو شیخ مسکرائے اور فرمایا :چپکے چپکے آتے ہو، اور ہم سے نہیں ملتے۔ میں نے پوچھا: کہ حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں آیا ہوا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: بس چھوڑو اس بات کو آج عاشورہ کا دن ہے اور ایک روایت مسلسل بیوم العاشورہ ہے، میں نے کہا وہ آپ کو سنا دوں۔ آج نہ سنایا تو پھر سال بھر نہیں سنا سکوں گا۔

اس کے بعد جب میں حاضر ہوا، تو شیخ نے اسناد کو کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔ ''الفیض الرحمانی لاجازۃ الشیخ تقی العثمانی'' کے نام سے۔ شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کو اجازت اس لئے دے رہا ہوں کہ میرے اسناد کو آگے بڑھاؤ۔

حضرت الاستاد مولانا حقانی نے فرمایا : شیخ الفادانی کے اسناد میں تو خواتین بھی ہیں؟

شیخ الاسلام نے فرمایا : ہاں! مگر ان میں سب سے مضبوط سند شیخ عبدالغنی مہاجر مکی کی بیٹی سے ہے۔

حضرت الاستاد مولانا عبدالقیوم حقانی کو بھی شیخ یٰسین الفادنی سے مسلسلات اور دیگر کتبِ حدیث میں اجازت حاصل ہے۔ مولانا سعید احمد عنایت اللہ نے مکہ مکرمہ میں انہیں شیخ الفادانی سے ملاقات کرائی تھی۔ انہوں نے حدیث پڑھائی، سند عطا فرمائی اور مطبوعہ سندات کا سیٹ بھی مرحمت فرمایا۔ اس لئے شیخ الاسلام کو کریدتے رہے تاکہ حاضرین بھی شیخ الاسلام سے شیخ الفادانی کے اسناد حاصل کریں۔

مسجد میں نمازِ باجماعت کا اہتمام:

عشاء کا وقت ہوگیا، تو بعض احباب کا اصرار تھا کہ یہیں جماعت کرلیں گے۔ مسجد میں ہجوم ہوگا، اور طلباء مصافحہ کرتے ہوئے شیخ الاسلام کو تنگ کریں گے۔ اس پر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ قریب ہی تو مسجد ہے، مسجد کے ہوتے ہوئے ہم یہاں الگ جماعت کریں، یہ مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا سب حضرات مسجد تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد محفل دوبارہ جمی۔ حضرت حقانی صاحب نے مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ صاحب کو اشارہ کرکے فرمایا:

فانی صاحب ! کچھ تو اپنا کلام بھی سنایئے۔ فانی صاحب نے کہا: کلام تو ہم آج شیخ الاسلام سے سنیں گے، اور اپنا اردو دیوان ''نالۂ زار'' شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا: ماشاءاللہ! بہت پختہ کلام ہے۔ اسی دوران مولانا سمیع الحق نے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی سے فون پر رابطہ فرمایا، تو نے

فرمایا کہ میں بیمار ہوں، ڈاکٹر سے واپس آ رہا ہوں۔نوشہرہ کے قریب ہوں۔

گنجینۂ علم وعرفان:

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ مولانا حقانی نے مولانا شیر علی شاہ کے اسفار کو ''گنجینۂ علم وعرفان'' کے نام سے شائع کیا ہے۔حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت!وہ جہاں دیدہ اگر چہ نہیں، البتہ بغداد دیدہ ضرور ہیں۔

شب جائے کہ من بودم:

حقانی صاحب نے دوبارہ فانی صاحب سے کچھ اشعار پڑھنے کی درخواست کی۔فانی صاحب نے اپنے دیوان سے اپنا یہ کلام سنایا۔

بہر سو رقص چشم حور شب جائیکہ من بودم ہر اک وار تھا بھرپور شب جائیکہ من بودم
نگاہِ ناز سے لبریز پیانے پیئے ہم نے رہی دنیائے دل مخمور شب جائیکہ من بودم
تجلی ہی تجلی تھی خوشا وہ محفل و منظر ترا جلوہ چراغ طور شب جائیکہ من بودم
ادائے حسن کے غمزے نیازِ شوق کے سجدے کرم گستر بتِ مغرور شب جائیکہ من بودم
جنوں کو کامراں دیکھا خرد کو سرگراں پایا نرالے تھے وہاں دستور شب جائیکہ من بودم
رُخ زیبائے شمع پر فنا ہوتے تھے پروانے رہی بزمِ وفا معمور شب جائیکہ من بودم
ہر اک محوِ تماشائے جمالِ یار تھا فانی بنی محفل سراپا نور شب جائیکہ من بودم

اس کے بعد فانی صاحب نے شیخ الاسلام کو اپنا اردو مجموعۂ کلام پیش کیا۔فانی صاحب نے اس پر لکھا بخدمت اقدس شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی اور پھر اس کے نیچے یہ شعر لکھا ......

رہِ الفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ شعر بھرے مجمع کو سنایا۔فانی صاحب کو داد دی۔اس پر حقانی صاحب نے کہا کہ اس سے فانی صاحب کی استقامت کا پتہ چلتا ہے۔

جذبہ کرو، جذبہ کرو:

حضرت حقانی صاحب نے شیخ الاسلام سے عرض کیا: فانی صاحب اور ہم لوگ آپ کو آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بھی اپنا کلام سنائیں۔اس حوالے سے قاری عبداللہ صاحب نے مولانا ضیاء القاسمی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ نوشہرہ میں مولانا ضیاء القاسمی کا خطاب تھا، انہوں نے جب خطبہ پڑھا اور آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے تو ایک بلوچستانی

طالب علم کھڑے ہوئے اور کہا مولانا ! جذبہ کرو، جذبہ کرو۔ اس کا مطلب تھا کہ جذبے سے زوردار تقریر کرو۔ مولانا نے فرمایا: بھائی مجھے تو گرم ہوتے ہوتے آدھا گھنٹہ لگتا ہے، تم ابھی سے کہتے ہو جذبہ کروں۔ فانی صاحب نے کہا کہ یہ سیرت النبی کا جلسہ تھا میں بھی اس میں موجود تھا۔ قاسمی صاحب نے کہا کہ ریل گاڑی جب سٹیشن سے روانہ ہوتی ہے تو پہلے آہستہ آہستہ چھک چھک کرتی ہے پھر چل پڑتی ہے۔

کراچی کے مشاہیر علماء کا تذکرہ:

حقانی صاحب نے کہا: حضرت! کیفیات پر آپ کا مقدمہ بڑا شاندار ہے، ادب کی جان ہے۔ مولانا قاری عبداللہ نے کہا: آپ کا بھی دیوان شائع ہونا چاہئے۔ حقانی صاحب نے فرمایا: وفاق المدارس کے امتحانات میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مولانا عزیز الرحمٰن اور مولانا رشید اشرف وغیرہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے اور فانی صاحب کے ہاں جمع ہو کر اشعار سنتے۔ خود بھی پڑھتے بلکہ فانی صاحب مفتی عزیز الرحمٰن سے پشتو میں ''ٹپے'' کہلواتے۔ ابھی یہی سلسلۂ کلام چل رہا تھا کہ:

شیر کبھی بوڑھا نہیں ہوتا :

شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ مدظلہٗ پہنچ گئے۔ حاضرین نے پرتپاک استقبال کیا۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے قریب تشریف فرما ہو کر فرمایا: ماشاء اللہ! مولانا نوجوان ہیں اور شیخ (شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہٗ) بھی نوجوان ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے فرمایا: آپ نے تو نوجوانی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا: ہاں! یہ شیر ہے اور شیر کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔

مکاتیب احساسات کو محفوظ کرنے کا ذریعہ :

شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ نے فرمایا کہ: مولانا عثمانی صاحب بہت عرصہ کے بعد تشریف لائے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا: ہاں! ۲۲ سال بعد آیا ہوں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا: ہمارا تعلق بہت پرانا ہے۔ قادیانیت کے خلاف جدوجہد میں ہم دس (۱۰) دن اسلام آباد میں اکٹھے رہے۔ مولانا بنوریؒ بھی ساتھ ہوتے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے جناب شفیق الدین فاروقی صاحب کو ''مکاتیب مشاہیر'' کی جلد چہارم لانے کو کہا: شفیق صاحب نے جلد چہارم لاکر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے حوالہ کی۔ مولانا سمیع الحق نے فرمایا : مکاتیب اپنے احساسات کو محفوظ کرنے کا بہت اہم ذریعہ تھا۔ اب موبائل نے سب کچھ ختم کردیا۔ پہلے روزانہ خطوط کا بنڈل ہوتا تھا۔ اب پورے مہینہ میں کوئی قابل ذکر خط نہیں آتا۔

مکاتیب مشاہیر پر حواشی :

''مکاتیب مشاہیر'' پر حواشی کی بات آئی تو مولانا سمیع الحق نے فرمایا:

بعض بزرگ ایسے تھے جن پر فوری طور پر لکھنے کے لئے طبیعت آمادہ نہیں ہو رہی تھی۔ ان کی عظمت شان اور رفعت مقام حائل تھا۔ مفتی صاحب نے فرمایا: مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ پر جو حاشیہ لکھا ہے وہ تو سنادو کہ ہم بھی سن لیں کیا لکھا ہے؟ مولانا عرفان الحق نے شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پر مولانا سمیع الحق کا لکھا ہوا تعارفی حاشیہ پڑھ کر سنایا:

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کے تعارف پر ادبی شذرہ:

''خلیلی، محبی و مخلصی حضرت علامہ مولانا شیر علی شاہ ولد مولانا قدرت شاہ مرحوم ساکن اکوڑہ خٹک معروف شخصیت، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے اوّلین تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرت کی خصوصی تربیت میں رہے، سفر و حضر میں رفاقت و خدمت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ حقانیہ کی اعلیٰ تدریس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم و تعلم کا طویل موقعہ عطا فرمایا جو دراصل قیام مدینہ کی تمنا اور خواہش کی تکمیل کا ایک وسیلہ بنا۔ حضرت نے حسن بصری کے تفسیری روایات پر ڈاکٹریٹ کیا۔ قیام مدینہ کے بعد دوبارہ اپنی مادر علمی میں حدیث و تفسیر کے اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم و عمل، عربی زبان پر عبور، تحریر و تقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا اور میرے لئے اس ہمدم دیرینہ کی رفاقت ملاقات مسیحا و خضر کے برابر ہے۔ بچپن سے ذہنی یگانگت محبت و رفاقت کا سلسلہ قائم ہے۔ بہت سے خطوط کا تعلق قیام حرمین شریفین سے ہے اور میرے نام بہت سے خطوط میں انکے عرب ممالک کے اسفار کی تفصیلات ہیں جو بڑے کارآمد ہیں۔ بے تکلفی اور طنز و مزاح اور عہد شباب کی شوخیاں بھی بعض خطوط سے جھلکتی رہتی ہیں۔ جو بحمد اللہ آج دم تحریر ۱۷ دسمبر ۲۰۱۰ء تک ان کے عہد مشیخت میں بھی ناچیز کے ساتھ مجالست و مخاطبت میں قائم ہیں''۔ (''مکاتیب مشاہیر'' جلد چہارم ص: ۱۲۹)

قاسم نانوتوی ؒ کی دو زبانیں:

اکابر علماء کے بارے میں گفتگو ہونے لگی شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ مدظلہ نے فرمایا کہ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب ؒ جب بھی وعظ و تقریر فرماتے تو تقریر سے پہلے گرم پانی سے غسل فرماتے۔ فرمایا: حضرت قاری صاحب بہت نفیس الطبع اور نازک مزاج تھے، کوئی خدمت کرتا تو فرماتے: بھائی آہستہ دبانا۔ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ فرماتے: ''زور سے دباؤ تاکہ پتہ چلے کہ کوئی دبا رہا ہے''۔

شیخ محمد تقی عثمانی نے فرمایا کہ: حضرت نانوتوی ؒ کو اللہ تعالیٰ نے دو زبانیں عطا فرمائیں جنہوں نے حضرت نانوتوی ؒ کے علوم کو آسان کردیا: (۱) علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ (۲) حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب ؒ۔

فضل الباری کی تکمیل :

فضل الباری شرح صحیح بخاری کے بارے میں شیخ الاسلام نے فرمایا: مولانا عزیز الحق بنگالی نے یہ مکمل تقریر لکھی ہے۔اب اس کے نواسے اس پر کام کررہے ہیں۔عنقریب مکمل شائع ہوگی۔فرمایا: ان کے نواسے ہمارے ہاں دارالعلوم میں تخصص کر کے گئے ہیں اور فضل الباری پر کام کررہے ہیں۔فرمایا: علامہ عثمانیؒ حضرت شاہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد نہیں تھے۔البتہ حضرت شاہ صاحب کا احترام اساتذہ جیسا کرتے۔

علامہ عثمانی کی نازک مزاجی :

شیخ الاسلام نے فرمایا: علامہ عثمانی بہت نازک مزاج تھے۔مقدمہ بہاولپور میں حضرت شاہ صاحب کیساتھ حضرت والد صاحب، علامہ شبیر احمد عثمانی بھی تشریف لے گئے تو بہاولپور والوں نے جب اتنے بڑے اکابر دیکھے، تو جلسے کا انعقاد کیا۔ علامہ عثمانی نے فرمایا: میں نے تقریر نہیں کرنی۔دوسرے حضرات اصرار کرتے اور علامہ انکار۔والد صاحب کو چونکہ مزاج معلوم تھا، فرمایا: آپ نے بالکل تقریر نہیں کرنی، جب جلسہ شروع ہوا تو والد صاحب علامہ عثمانی کو بھی سٹیج پر لے آئے۔ ایک ایک مقرر آتا اور تقریر کر کے چلا جاتا۔جب مقررین ختم ہوئے اور اسٹیج پر سیکرٹری اختتامی دُعا کا اعلان کرنے والا تھا کہ علامہ صاحب نے فرمایا: بھائی صبر کرو میں بھی تین منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔پھر جو شروع ہوئے تو علوم و معارف کے دریا بہادیئے اور مسلسل دو تین گھنٹے تقریر کی۔

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی سے دوبارہ مطالبہ شروع ہوا کہ آپ اپنی وہ نعت سنادیں۔

مولانا حقانی نے حضرت شیخ الاسلام کو آمادہ کرنے کے لئے عرض کیا :

ایک مبارک وظیفہ:

اسلام آباد سے نوشہرہ موٹروے پر جارہا تھا کہ اچانک موبائل فون کی گھنٹی بجی' ٹیلی فون اُٹھایا تو بقیۃ السلف استاذ مکرم حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ اپنی نحیف و نزار، کمزور اور بھرائی آواز سے فرمارہے تھے کہ تمہارے لئے وظیفہ بھیج رہا ہوں، اس کو فوراً اپنے عمل میں لے آؤ برکات نازل ہوں گی، اللہ تعالیٰ سے قلبی رابطہ بڑھے گا، ربّ کے عنایات میں اضافہ ہوگا، میں نے کہا حضرت! بھجوادیجئے۔''الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں'' ارشاد فرمایا: پہلے مجھ سے سن لیجئے، میں نے گاڑی رُکوائی تو حضرت لرزتی اور بھرائی آواز میں رورو کر سنا رہے تھے......

ع الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں

اس پر مولانا محمد تقی عثمانی عشق رسولؐ اور حاضری و حضوری کے جذبات سے معمور ہوگئے اور اپنے حافظہ کی مدد سے اپنے تمام اشعار سنائے اور حاضرین کے عشق دیار رسول اور جذبات محبت و اطاعت میں اضافہ فرمایا۔حضرت مفتی صاحب

نے ارشاد فرمایا :

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں ، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں
بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے
متاعِ دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر
گنوا کر عمر ساری غفلت و عصیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں تیرے کعبے کے آنچل میں
گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل ، ہمت شکستہ ، حوصلہ مردہ
کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی
خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا عجز بن کر اپنی حالت کی تباہی سے
تیرے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہے خالی
تیری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں اُن سے خالی ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا ، وہ سوالی ہوں
یہ آنکھیں خشک ہیں یا ربّ ! انہیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں جنہیں دھونا نہیں آتا
یہ تیرا گھر ہے ، تیرے مہر کا دربار ہے مولا!
سراپا قدس ہے ، ایک مہبطِ انوار ہے مولا!
زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم ! میری اس زبانِ بے زبانی پر

☆　☆　☆